ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین

ترجمان القرآن

یعنی

قرآنِ حکیم کے مطالب اردو زبان میں

ضروری تفسیر کے ساتھ

از

ابوالکلام احمد

جلد اول

سورۂ فاتحہ سے سورۂ الانعام تک

اسلامی اکادمی

۷۔ اردو بازار لاہور فون: ۷۳۵۷۵۸۶۔۰۴۲

اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ
اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ
الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

میں میرا مددگار ہوتا ہے؟'' اس پر حواریوں نے (یعنی چند راست باز انسانوں نے جو مسیح پر ایمان لائے تھے) اس کی دعوت قبول کرتے ہوئے جواب دیا ''ہم اللہ کے (کلمۂ حق کے) مددگار ہیں- ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور (اے داعیٔ حق) تو گواہ رہیو کہ اس کی فرمانبرداری میں ہمارا سر جھک گیا ہے!-'' (۵۲)

(نیز انہوں نے کہا) ''خدایا جو کچھ تو نے نازل کیا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی- پس ہماری گنتی بھی ان لوگوں میں ہو جو (حق کی) شہادت دینے والے ہیں!'' (۵۳)

اور پھر ایسا[1] ہوا کہ یہودیوں نے (مسیح کے خلاف) مکر کیا (یعنی مخفی اور باریک طریقے مخالفت کے کام میں لائے) اور خدا بھی ویسے ہی طریقے کام میں لایا (یعنی مسیح کی حفاظت کے پوشیدہ اسباب وذرائع پیدا کر دیے) اور یاد رکھو (اللہ جسے بچانا چاہے تو) مخفی طریقوں سے کام لینے والوں میں اس سے بہتر کوئی نہیں! (۵۴)

اور (پھر) جب ایسا ہوا تھا کہ اللہ نے فرمایا تھا ''اے عیسیٰ! میں تیرا وقت پورا کروں گا' تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا' تیرے منکروں (کی تہمتوں) سے تجھے پاک کر دوں گا' اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے انہیں قیامت تک تیرے منکروں پر برتری دوں گا- اور بالآخر سب کو (قیامت کے دن) میری ہی طرف لوٹنا ہے- اس دن ان باتوں کا فیصلہ کر دوں گا جن میں لوگ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے ہیں!''- (۵۵)

''پھر جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو انہیں دنیا وآخرت دونوں جگہ سخت عذاب دوں گا' اور (عذاب الٰہی سے بچانے میں) کوئی بھی ان کا مددگار نہ ہوگا- (۵۶)

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کے عمل بھی نیک ہیں تو ان کا اجر انہیں پورا پورا مل جائے گا اور خدا ظلم کرنے والوں کو

⇦ ہوئے بے مقدور اور شکستہ حال اشخاص تھے-

[1] یہودیوں کی حضرت مسیح کے خلاف مخفی اور پُر پیچ سازش مگر اللہ کا انہیں ناکام کرنا اور حضرت مسیح کو اپنی حفاظت میں لے لینا-
حضرت مسیح کی نسبت خدا کا وعدہ کہ:
(۱) میں تیرا وقت پورا کروں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا-
(۲) تیرے منکروں نے تیرے خلاف جو افترا پردازیاں کی ہیں ان سے تیری پاکی آشکارا کر دوں گا-
(۳) جو لوگ تیرے ماننے والے ہیں انہیں تیرے منکروں پر قیامت تک برتر رکھوں گا-

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ
وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٥٨﴾ وَاِنْ مِّنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ
مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾

اور (نیز) اس بات کی وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا اور مریم کے خلاف ایسی بات کہی جو بڑے ہی بہتان کی بات تھی۔ (۱۵۶) اور (نیز) ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو جو خدا کے رسول (ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے (سولی پر چڑھا کر) قتل کر ڈالا' حالانکہ (واقعہ یہ ہے کہ) نہ تو انہوں نے قتل کیا' اور نہ سولی پر چڑھا کر ہلاک کیا' بلکہ حقیقت حال ان پر مشتبہ ہو گئی (یعنی صورت حال ایسی ہو گئی کہ انہوں نے سمجھا ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا حالانکہ نہیں کر سکے تھے) اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا (یعنی عیسائیوں نے جو کہتے ہیں مسیح مصلوب ہوئے لیکن اس کے بعد زندہ ہو گئے) تو بلاشبہ وہ بھی شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۱۵۷) ظن وگمان کے سوا کوئی علم ان کے پاس نہیں' اور یقیناً یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا' اور اللہ سب پر غالب رہنے والا اور (اپنے تمام کاموں میں) حکمت رکھنے والا ہے۔ (۱۵۸) اور (دیکھو) اہل کتاب میں سے (یعنی یہودیوں میں سے جنہوں نے مسیح سے انکار کیا) کوئی نہ ہوگا جو اپنی موت سے پہلے (حقیقت حال پر مطلع نہ ہو جائے اور) اس پر (یعنی مسیح کی صداقت پر) یقین نہ لے آئے۔ ایسا ہونا ضروری ہے (کیونکہ مرنے کے وقت غفلت وشرارت کے تمام پردے ہٹ جاتے ہیں' اور حقیقت نمودار ہوتی ہے) اور قیامت کے دن وہ (اللہ کے حضور) ان پر شہادت دینے والا ہوگا۔ (۱۵۹) الغرض یہودیوں کے اس ظلم کی وجہ سے ہم نے (کئی ایک) اچھی چیزیں ان پر حرام کر دیں جو (پہلے) حلال تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہت روکنے لگے تھے (اور ہدایت کی راہ میں سرتاسر روک ہو گئے تھے)۔ (۱۶۰)

⇐ مصلوب کر سکے بلکہ حقیقت حال ان پر مشتبہ ہو گئی اور اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔

آیت میں جس اشتباہ کا ذکر ہے اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت مشتبہ ہو گئی اور ان کی جگہ کسی دوسرے آدمی کو سولی پر چڑھا دیا اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت مشتبہ ہو گئی۔ وہ زندہ تھے مگر انہیں مردہ سمجھ لیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور نے بنی اسرائیل کی اصلاح وسعادت کا آخری موقع بہم پہنچایا تھا جسے انہوں نے اپنی شقاوت سے کھو دیا اور پھر گویا ان کی قسمت پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ گئی۔ یہاں اس واقعہ کے ذکر سے یہ بات دکھائی ہے کہ جن لوگوں کی شقاوتوں کی ایسی روئداد رہ چکی ہے اگر آج وہ دعوت حق کا مقابلہ کر رہے ہیں تو یہ کونسی انوکھی بات ہے؟

1 جب کسی جماعت میں راست بازی اور پرہیزگاری باقی نہیں رہتی تو مباح اور جائز باتوں کا بھی استعمال اس طرح کرنے لگتی ہے کہ طرح طرح کی برائیوں کا ذریعہ بن جاتی ہیں' اور اس وقت مصلح کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ سداً للذریعہ ان جائز باتوں کو بھی عارضی طور پر روک دے۔ چنانچہ یہودیوں کی بے لگام طبیعت کا یہی حال تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کتنی ہی حلال چیزیں جن کے لیے پہلے کوئی روک ٹوک نہ تھی مصلحتاً روک دی گئیں۔ ⇐

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ
اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ
صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً
مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١٤﴾ قَالَ
اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾
وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ

(اور دیکھو[1]) جب ایسا ہوا تھا کہ حواریوں نے کہا تھا "اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان اتار دے؟" (یعنی ہماری غذا کے لیے آسمان سے غیبی سامان کر دے) عیسیٰ نے کہا' خدا سے ڈرو (اور ایسی فرمائشیں نہ کرو) اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (۱۱۲)

انہوں نے کہا (مقصود اس سے قدرت الٰہی کا امتحان نہیں ہے بلکہ) ہم چاہتے ہیں (ہمیں غذا میسر آئے' تو) اس میں سے کھائیں' اور ہمارے دل آرام پائیں' اور ہم جان لیں کہ تو نے جو کچھ بتلایا وہ سچ تھا' اور اس پر ہم گواہ ہو جائیں۔ (۱۱۳)

اس پر عیسیٰ کے بیٹے مریم نے دعا کی "اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان بھیج دے' کہ اس کا آنا ہمارے لیے اور ہمارے اگلے اور پچھلوں' سب کے لیے عید قرار پائے' اور تیری طرف سے (فضل و کرم) کی ایک نشانی ہو۔ ہمیں روزی دے۔ تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے!" (۱۱۴)

اللہ نے فرمایا "میں تمہارے لیے خوان بھیجوں گا۔ لیکن جو شخص اس کے بعد بھی (راہ حق سے) انکار کرے گا' تو میں اسے (پاداش عمل میں) عذاب دوں گا۔ ایسا عذاب کہ تمام دنیا میں کسی آدمی کو بھی ویسا عذاب نہیں دیا جائے گا!" (۱۱۵)

اور (پھر) جب ایسا ہوگا کہ اللہ کہے گا "اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو؟"

---

[1] حضرت مسیح (علیہ السلام) کا حواریوں کی درخواست پر دعا کرنا' اور اس بارے میں فرمان الٰہی۔

آیت (۱۱۰) و (۱۱۱) میں اللہ کا حضرت مسیح سے وہ مخاطبہ ہے جس کی نسبت فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمام رسولوں سے سوال کرے گا۔ پھر چونکہ آخری آیت میں حواریوں کے ایمان لانے کا ذکر کیا تھا' اس لیے اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا جو حواریوں میں اور حضرت مسیح میں نزول مائدہ کی نسبت پیش آیا تھا۔ پھر آیت (۱۱۶) سے بدستور مخاطبہ کا مضمون جاری ہو گیا' ماحصل یہ ہوا کہ اللہ نے پہلے اپنی وہ نعمتیں یاد دلائیں جو حضرت مسیح کو عطا فرمائی تھیں۔ پھر فرمایا' باوجود تعلیم حق کی ان تمام روشنیوں کے' تیرے نام لیوا گمراہی میں پڑ گئے اور تجھے اور تیری ماں کو خدا بنا لیا۔ (کیونکہ لوتھر کی اصلاح سے پہلے حضرت مریم کی بھی پرستش کی جاتی تھی' اور کیتھولک کلیسا اب تک کر رہا ہے) اس پر حضرت مسیح علیہ السلام عرض کریں گے' میں اس سے بری ہوں۔

مقصود یہ ہے کہ تمام داعیان حق نے خدا پرستی و توحید کی تعلیم دی تھی' لیکن ان کے پیروؤں نے انہی کی پرستش شروع کر دی۔ اس گمراہی کے لیے پروہ ذمہ دار ہیں جن کی پرستش کر رہے ہیں' ان کا دامن اس سے پاک ہے۔

قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّ ؕ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ ؕ تَعۡلَمُ
مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ
اَمَرۡتَنِىۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ ۚ وَكُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ فِيۡهِمۡ ۚ فَلَمَّا
تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ
عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ
صِدۡقُهُمۡ ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ
ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا فِيۡهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۲۰﴾

عیسیٰ جواب میں عرض کرے گا ''تیرے لیے پاکی ہو! بھلا مجھ سے یہ بات کیسے ہو سکتی ہے کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں- اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو ضرور تجھے معلوم ہو گیا ہوگا- تو میرے دل کی بات جانتا ہے مجھے تیرے ضمیر کا علم نہیں- تو ہی ہے کہ غیب کی ساری باتیں جاننے والا ہے- (۱۱۶) میں نے تو ان سے صرف وہی بات کہی جس کے کہنے کا تو نے حکم دیا تھا- یعنی اللہ کی بندگی کرو- میرا اور تمہارا سب کا پروردگار وہی ہے- جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران حال تھا- جب تو نے میرا وقت پورا کر دیا' تو پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا' اور تو ہر چیز کو دیکھنے والا اور اس کی نگہبانی کرنے والا ہے- (۱۱۷) اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے' تو وہ تیرے بندے ہیں تجھے اختیار ہے- اور اگر انہیں بخش دے' تو تو سب پر غالب اور (اپنے تمام کاموں میں) حکمت رکھنے والا ہے!'' (۱۱۸)

اللہ فرمائے گا ''آج وہ دن ہے کہ سچے انسانوں کو ان کی سچائی کام آئے گی- ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں- (اور اس لیے ان کی شادابی کبھی متغیر ہونے والی نہیں) وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں- اللہ ان سے رضا مند ہوا اور وہ اللہ سے رضا مند ہوئے- یہ ہے (انسان کے لیے) سب سے بڑی کامیابی (جو وہ جزائے عمل میں حاصل کر سکتا ہے!'') (۱۱۹)

آسمانوں کی اور زمین کی اور ان میں جو کچھ ہے' سب کی پادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے- اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں! (۱۲۰)

❋ ❋ ❋

خطوط ابو الکلام آزاد

(جلد اوّل)

مرتّب

مالک رام



ساہتیہ اکادمی
نئی دلّی

پہلی دسمبر کو واقعی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوگی لیکن اس سے زیادہ میں اس بارے میں نہیں لکھونگا۔ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے، میں آپ کو مکمل مطلق تصور کر چکا ہوں۔

تعجب ہے کہ نزولِ مسیح کے بارے میں آپ کی خلش باقی ہے۔ میں نے اپنی رائے ظاہر کر دی تھی، البتہ وجوہ و دلائل کے لیے کتاب کا حوالہ دیا تھا۔ بغیر تفصیل کے ان کا استقصار ممکن نہیں۔ بلاشبہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ اپنی نوعیت میں ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل و لباس میں نمودار ہوا ہے۔ لیکن کیونکر نمودار ہوا، یہ بحث طلب ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے اسے بہت ہی اہم سمجھتے ہیں، تو کوشش کرونگا کہ وقت نکال لوں اور یہ تفصیل لکھوں [1]

وعلیکم السلام

ابو الکلام

ایک خط مولوی رجب علی کی نسبت لکھ چکا ہوں۔ اُمید ہے آپ جواب بھیج چکے ہونگے۔

(۴۹)

۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء

عزیزی

آپ کی کتاب پڑھ کر نہایت ہی خوش ہوا۔ یہ غالبؔ کے حالاتِ زندگی پر پہلی کتاب ہے، جو مؤلفانہ نظر و کاوش سے مرتب کی گئی ہے۔ آپنے غالب کی تحریرات کا دقتِ نظر کے ساتھ مطالعہ کیا اور پھر ان کے نتائج اس سلیقے کے ساتھ ترتیب دے دیے کہ ایک پوری سوانحعمری وجود میں آگئی۔ آپ کی یہ کوشش اس بات کا ایک نیا ثبوت ہے کہ اگر

[1] میری آرزو تھی کہ حقیقتِ حال جلد معلوم ہو جائے اور "ترجمان القرآن" جلد سوم کے چھپنے تک انتظار کرنا پڑے، لیکن مولانا کو فرصت نہ مل سکی

نقشِ آزاد

یعنی

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و مغفور کے وہ مکاتیب
جو میرے نام آئے نیز بعض دوسری تحریرات و مکاتیب

غلام رسول مہر

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظمِ حسرت میں وہ مزا نہ رہا

(حسرت موہانی)

— ۴۹ —

کلکتہ

۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء

عزیزی

خط پہنچا جس تسامح کا آپ نے ذکر کیا ہے، اخبار میں اس کا اعلان غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح کی کوئی نہ کوئی بات قیاسی امور میں پیدا ہو ہی جاتی ہے طبع ثانی میں تصحیح کر دیجیے گا لے

پہلی دسمبر کو واقعی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوگی لیکن اس سے زیادہ میں اس بار میں نہیں لکھونگا۔ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے میں آپ کو وکیل مطلق تصور کر چکا ہوں۔

تعجب ہے کہ نزول مسیح کے بارے میں آپ کی خلش باقی ہے۔ میں نے اپنی رائے ظاہر کر دی تھی البتہ وجوہ و دلائل کے لئے کتاب کا حوالہ دیا تھا۔ بغیر تفصیل کے ان کا استقصاء ممکن نہیں۔ بلاشبہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ اپنی نوعیت میں ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل و لباس میں نمودار ہوا ہے۔ لیکن کیونکر نمودار ہوا؟ یہ بحث طلب ہے اگر آپ کسی وجہ سے اسے بہت ہی اہم سمجھتے ہیں تو کوشش کروں گا کہ وقت نکال لوں اور بہ تفصیل لکھوں ٹھ والسلام علیکم

ابوالکلام

ایک خط مولوی رجب علی کی نسبت لکھ چکا ہوں، امید ہے آپ جواب بھیج چکے ہونگے۔

لہ یہ "غالب" میں ایک تسامح کا ذکر تھا لیکن اب یاد نہیں کہ کیا تھا ٹھ میری آرزو تھی کہ حقیقت حال جلد معلوم ہو جائے اور ترجمان القرآن جلد سوم کے چھپنے تک انتظار نہ کرنا پڑے لیکن مولانا کو فرصت نہ مل سکی۔

ملفوظات آزاد

مرتبہ

محمد اجمل خاں

آنکھوں کو انتظار نے بیمار کر دیا۔ براہ عنایت ایک کتاب مدلل اور مفصل ایسی لکھ دیں جس کے بعد روز روز آپ کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب کو کسی تردید کی ضرورت پیش نہ آئے۔ کیا معنی یہ مرزائی لوگ آپ کی طرف مختلف معاملات منسوب کرتے رہتے ہیں اور بعض حوالہ جات بھی دیتے رہتے ہیں مثلاً تذکرہ وکیل وغیرہ۔ کبھی کہتے ہیں مولانا وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہیں کبھی کہتے ہیں مولانا نے مرزا صاحب کی تعریف کر دی ہے۔ براہ کرم ایسی فیصلہ کن کتاب لکھدیں کہ پھر بولنے کی جرأت نہ رہے اور اس میں یہ بھی درج فرما دیں کہ اس کے ذریعے تمام پرانی تحریریں منسوخ ہیں اور پرانے خیالات بھی تاکہ پرانی باتوں کے ذکر کی گنجائش نہ رہے۔ بینوا وتوجروا

المکلف (ڈاکٹر) انعام اللہ خاں سالاری پنشنر ۱۲۰۱۔ کوچہ خوشی محمد چپتیاں ملتان

جواب

وفات مسیحؑ کا ذکر خود قرآن میں ہے۔

مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس لئے کہ ؎

تو برا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوقؔ
وہ برا خود ہے کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے



یکم ذی حجہ ۱۳۷۲ھ